

## افراد سازی میں خصوصی دلچسپیوں اور رجحانات کی رعایت (سیرت طیبہ کی روشنی میں)

### Considering Special Tendencies and Interests in Grooming (In the Light of the *Sīrah* of the Prophet ﷺ)

علی طارق۔

#### **ABSTRACT**

One of the aspects of the teaching and grooming of people by the Prophet ﷺ was considering the special interest and tendencies of the companions and preparing, guiding, grooming and appreciating them in their respective fields of special interests and tendencies. This consideration of their special interests and tendencies and grooming and guiding them in this respect enabled them to exercise their abilities and serve the society in the academic, preaching, political, economic, social, judicial, diplomatic and other aspects.

Until and unless the interest and tendencies of youth are not kept in mind, abilities of youth can never be utilized. Our Holy Prophet ﷺ took great care of youth's interests before their training for specific field.

The present paper intends to analyze the life of five companions and their excellence in field of education which was result of the Prophet's consistent guidance and grooming according to their special interests and tendencies which resulted in their extra ordinary status in their respective fields and constructive contribution in the establishment and strengthening the structural foundations of society.

The present Muslim world is in the need of seeking the guidance from the life of the Prophet in this respect and considering the special tendencies and interests of the youth and grooming, guiding and upbringing them in their respective fields so that they could contribute to the positive and constructive upbringing of the humanity in general and Muslim society in specific.

**Keywords:** Special Interests, Tendencies, Upbringing, Grooming, Character Building, *Sīrah*.

---

\* یکجوار شعبہ حدیث، کلیہ اصول الدین، بنی الا قوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

نبی اکرم ﷺ کی تعلیم و تربیت کے مظاہر میں سے ایک بڑا مظہر نوجوان صحابہ کرام وصحابات ﷺ کی خصوصی دلچسپیوں اور رجحانات کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کو علمی، تبلیغی، سیاسی، معاشرتی، جنگی، سفارتی اور دیگر ذمہ داریوں کے لئے تیار کرنا ہے۔ اس مقالے میں سیرت طیبہ کی روشنی میں ان چند صحابہ کرام وصحابات ﷺ کے کارناموں کا جائزہ پیش کیا جائے گا جن کی تعلیمی میدانوں میں خصوصی دلچسپیوں اور رجحانات کو پیش نظر رکھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ان کو نہ صرف ان میدانوں میں آگے بڑھنے کا موقع دیا بلکہ ہمیشہ ان کی خصوصی دلچسپیوں کے پیش نظر ان سے گفتگو کی، ان کی حوصلہ افزائی کی اور ان کی رہنمائی فرمائی جس کے نتیجے میں انہوں نے صرف آپ ﷺ کے زمانے میں مختلف میدانوں میں کارہائے نمایاں سرانجام دیے بلکہ خلافے راشدین کے زمانے میں علمی، تبلیغی، معاشرتی، سیاسی، سفارتی اور جنگی میدانوں میں جو اقدامات اور ترقی ہوئی وہ انہی نوجوان صحابہ کرام ﷺ کی بدولت تھی جنہیں نبی اکرم ﷺ کی حسن تربیت سے مستفید ہونے کا موقع ملا اور آپ ﷺ نے ان کی قائدانہ صلاحیتوں کو نمایاں کیا، نکھار اور معاشرے کیلئے ایک مفید فرد بناؤالا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ افراد سازی کے اس مرحلے میں آپ ﷺ نے کسی صحابی یا صحابیہ کی خصوصی دلچسپیوں اور رجحانات کے خلاف کبھی کوئی کام نہیں کیا بلکہ انہی رجحانات کو ثابت انداز میں اسلام کے فروع اور استحکام کے لیے استعمال فرمایا۔

آج کا دور اسی بات کا متناقض ہے کہ ہم سیرت طیبہ کی روشنی میں نوجوانوں کی خصوصی دلچسپیوں اور ان کے رجحانات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کو ثبت کاموں کے لئے تیار کریں جو اسلام اور مسلمانوں کے لئے خصوصی طور پر اور پوری دنیا کے لئے عمومی طور پر خیر اور برکت کا ذریعہ بنیں رسول اکرم ﷺ کی ذات با برکت قرآن کریم کے مطابق تمام جہانوں کے لئے رحمت بنان کر بھیجی گئی ہے

چنانچہ ارشادِ ربیٰ ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾<sup>(۱)</sup>

اور ہم نے آپ کو تمام جہان کے لوگوں کے حق میں رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

قرآن کریم کے مطابق اسی رحمت کے مظاہر میں سے ایک مظہر آپ ﷺ کی اس دنیا میں تشریف آوری ہے جس کو قرآن میں اہل ایمان پر احسان کے طور پر ذکر کیا گیا ہے اور اس کے ضمن میں آپ ﷺ کی بعثت کے مقاصد کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

حدیث نبوی اور سیرت طیبہ کے ذخیرے میں رسول اکرم ﷺ کی تعلیم و تربیت کے تفصیلی ذکر کا یہ

مختصر مقالہ متحمل نہیں۔ جہاں رسول اکرم ﷺ نے عمومی طور پر مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام فرمایا وہیں پر متعین طور پر صحابہ کرام اور صحابیات شیعیان خاص طور پر نوجوان صحابہ کرام و صحابیات شیعیان کی خصوصی دلچسپیوں اور رجحانات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان سے معاملہ فرمایا اور ان کی رہنمائی اور تربیت فرمائی۔

رسول اکرم ﷺ کی تربیت کے نمایاں پہلوؤں میں سے ایک افراد سازی ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اس تربیت اور افراد سازی کے دوران افراد کی فطری صلاحیتوں کو نہ صرف پیش نظر رکھا بلکہ ان کی دلچسپی کے میدانوں ہی میں ان کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ کردار سازی اور افراد سازی کے اس عمل میں آپ ﷺ نے ان صحابہ کرام کے پس منظر اور خصوصی دلچسپیوں اور صلاحیتوں کی رعایت کرتے ہوئے ان سے گفتگو فرمائی اور تربیت کے اس مرحلے میں ان کے لئے ان کی دلچسپیوں کے میدان میں مزید بہتری، اضافوں اور ترقی کے لئے دعائیں بھی دیں اور بعض موقع پر ان کو پیش آنے والے مسائل اور الجھنوں کو بھی حل فرمایا۔ ان صلاحیتوں کو جلا بخشنے، پروان چڑھانے اور تربیت دینے کے مرحلے میں آپ ﷺ نے ہمیشہ ان صحابہ کرام شیعیان کی ان خوبیوں کو سراہا، ان کی حوصلہ افزائی کی اور لوگوں کے سامنے ان خوبیوں کا اظہار بھی فرمایا تاکہ امت کے اجتماعی مفاد میں ان سے استفادہ کیا جاسکے۔ ان صحابہ کرام شیعیان میں بڑی تعداد ایسے صحابہ کی بھی ہے جن کی خوبیوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ ﷺ نہ صرف ان خوبیوں کو تکھارا اور ان کا اظہار کیا بلکہ ان حضرات کو اپنی اپنی خوبیوں کے میدان میں ذمہ داریاں بھی سونپیں تاکہ ان خوبیوں سے کماقہ استفادہ کیا جاسکے۔

سیرت نبوی سے تربیت اور افراد سازی کے متنوع پہلوؤں میں سے صرف تعلیمی پہلوؤں کو پیش نظر رکھا جائے گا اور ان چند صحابہ کرام شیعیان کی زندگیوں کا جائزہ پیش کیا جائے گا جن کی تعلیمی دلچسپیوں اور خصوصی رجحانات کی رعایت کرتے ہوئے آپ ﷺ نے ان کی تربیت فرمائی اور ان کو ذمہ داریاں سونپیں جس کے نتیجے میں عہد رسالت کے ساتھ ساتھ خلافت را شدہ اور بعد کے ادوار میں بھی امت نے ان حضرات کی علمی صلاحیتوں سے خوب استفادہ کیا۔

### حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، ایک نوجوان معلم

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی تربیت سے مستقید ہونے کے بہت سے موقع میسر آئے۔ آپ کی کنیت ابو عبد الرحمن اور نام عبد اللہ بن مسعود تھا اور قبیلہ بذیل سے تعلق کی بنا پر آپ کو بذری بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کو ابن ام عبد بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کو آغاز اسلام میں ہی نبی اکرم ﷺ کے ساتھ واپسی کی سعادت حاصل ہو گئی چنانچہ خود فرماتے ہیں کہ میں چھٹا مسلمان تھا۔<sup>(۱)</sup> ان کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ بھی بڑا دلچسپ ہے۔

(۱) ابن حجر، ابوالفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی، الإصابة فی تمییز الصحابة، تحقیق: عادل احمد عبد الموجود اور علی محمد موعض، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، طبع اول: ۱۳۱۵ھ/۲۰۰۰ء

یہ عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چراتے تھے آپ ﷺ کا ان کے پاس سے گذر ہوا تو بکری کا دودھ طلب فرمایا جس کے جواب میں انہوں نے کہا میں آپ کو دودھ نہیں دے سکتا کیوں کہ میں امانت دار ہوں اس پر آپ ﷺ نے ایک ایسی بکری کے تھن پر ہاتھ پھیرا جس کا ابھی دودھ اتنا شروع نہ ہوا تھا، تو اس کا دودھ اتر آیا۔ آپ ﷺ نے خود بھی دودھ نوش فرمایا اور ابو بکرؓ کو بھی پلایا اس پر انہوں نے گزارش کی کہ مجھے بھی یہ سکھائیں۔ جس پر آپ ﷺ نے فرمایا تم تو غلیم معلم (نوجوان معلم) ہو۔<sup>(۱)</sup> ان کی ایک سعادت عشرہ مبشرہ میں سے ہونا بھی ہے۔ ان کو دونوں ہجرتوں یعنی ہجرت جبše اور ہجرت مدینہ کی سعادت اور تمام غزوات میں بھی شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔<sup>(۲)</sup> آپ ﷺ نے ان کی علم کی لگن کو بھانپ لیا تھا الہذا ان کو غیر معمولی قرب عطا فرمایا جس کے نتیجے میں ان کو خوب خدمت اور استفادے کا موقع ملا۔ خود فرماتے ہیں:

«وَاللَّهُ أَنْقَدَ أَخْذُثُ مِنْ فِي رَسُولِ اللَّهِ يَسْتَأْتِي بِضَعًا وَسَبْعِينَ سُورَةً»<sup>(۳)</sup>

اللہ کی قسم مجھے براہ راست رسول اللہ ﷺ سے کے منه مبارک سے ستر سے زائد سورتیں سکھنے کا موقع ملا۔

قرآن کریم کی ایک سو چودہ سورتوں میں سے ستر سورتوں کو براہ راست زبان رسالت سے سکھنے کی سعادت جہاں ان کے قرآن کریم کے سکھنے کے جذبے اور اس کے ساتھ غیر معمولی شفاف اور تعلق کا آئینہ دار ہے وہیں ان کی دربار رسالت سے مسلسل وابستگی کا بھی پتہ دیتا ہے۔

مکہ مکرمہ میں سب سے پہلے بلند آواز میں قرآن پاک کی تلاوت کرنے کی سعادت بھی انہیں حاصل ہوئی جس کے نتیجے میں قریش مکہ کی مارپیٹ اور افیت کا سامنا بھی کرنا پڑا<sup>(۴)</sup> ان کے رسول اللہ ﷺ سے استفادے کے اثرات خود آپ علیہ السلام کی زندگی میں ہی ظاہر ہونا شروع ہو گئے تھے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا:

«مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَقْرَأَ الْقُرْآنَ عَصَمًا كَمَا أُنْزِلَ فَلِيَقْرَأْهُ عَلَى قِرَاءَةِ أَبْنِ أَمْ عَبْدٍ»<sup>(۵)</sup>

جو قرآن کو ایسے پڑھنا چاہتا ہے جیسے کہ وہ اترا ہے تو اسے چاہیے کہ ابن ام عبد کی طرح پڑھے۔

اسی مسلسل وار فتنگی اور استفادے کے جذبے کے تحت ہمہ وقت دربار رسالت میں حاضری کا اثر یہ ہوا کہ

(۱) ابن حنبل، ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل، منداحم، مند عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حدیث نمبر: ۳۵۹۸، تحقیق: شعیب الازنوط - مؤسسه الرسالہ بیروت، لبنان، طبع اول: ۱۳۲۱، ہجری، ۶/۸۲

(۲) الاصابہ، ۱۹۹/۲

(۳) بخاری، محمد بن اسحاق علیل، صحیح بخاری، کتاب الاعتصام بالكتاب والسنۃ، باب القراء من أصحاب النبي ﷺ، حدیث نمبر: ۵۰۰۰، تحقیق: محمد زہیر بن ناصر، دار طوق الجاہة، طبع اول: ۱۳۲۲

(۴) الاصابہ، ۲۰۰/۲

(۵) مند احمد بن حنبل، حدیث نمبر: ۳۵۹، ۷/۳۵

ان کو صاحب الوسادة، صاحب النعلین صاحب الطھور،<sup>(۱)</sup> صاحب السواک<sup>(۲)</sup> یعنی رسول اللہ ﷺ کے تکیے، نعلین، وضو کا بندوبست کرنے والے اور مسواک والے کہا جانے لگا جو ان کی دربار نبوت سے غیر معمولی وابستگی اور ہمہ وقت حاضری کے موقع کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ دربار رسالت سے وابستگی کا عالم یہ تھا کہ کچھ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ شاید ان کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رشتہ داری ہے چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

«فَرَدْمُتُ أَنَا وَأَخِي مِنَ الْيَمَنِ، فَمَكَثْنَا حِينًا لَا نَرَى إِلَّا أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ

مَسْعُودٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ دُخُولِهِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ»<sup>(۳)</sup>

میں اور میر ابھائی جب یمن سے آئے تو کچھ عرصے تک ابن مسعود اور ان کی والدہ کو کثرت سے رسول اللہ ﷺ کے گھر میں آنے جانے کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ کے رشتہ داری سمجھتے رہے۔

دربار نبوت سے وابستگی کے نتیجے میں آپ پر علم و حکمت کا ظہور اور اثر اس درجے کا ہوا کہ آپ ﷺ نے

ایک موقع پر فرمایا:

«لَوْ كُنْتُ مُؤْمِنًا أَحَدًا مِنْ غَيْرِ مَشْوَرِهِ لَأَمْرَثُ عَلَيْهِمْ أَنَّ أَمِّي عَبْدِ»<sup>(۴)</sup>

اگر میں کسی کو بغیر مشورے کے امیر بناتا تو ابن مسعود کو بناتا۔

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا:

«خُذُوا القرآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ: مِنْ أَبْنِ مَسْعُودٍ، وَأَبْنِ بْنِ كَعْبٍ، وَمَعاذِ وَسَالِمٍ»<sup>(۵)</sup>

قرآن چار آدمیوں سے حاصل کرو: عبد اللہ بن مسعود، اور ابی بن کعب، معاذ، سالم خٹلی نے

دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ صرف علم اور پڑھنے پڑھانے میں ہی نہ لگے رہے بلکہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وابستگی کی وجہ سے تمام غزوات میں بھی شریک رہے اور ان کو غزہ و بدر میں ابو جہل کو جہنم رسید کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی جہاد کے مبارک عمل میں شریک رہے اور شام کی فتوحات کے دوران بھی اسلامی لشکر کا حصہ رہے۔<sup>(۶)</sup>

ان کی علم و دوستی کی حرص کا اندازہ ان کی دربار رسالت سے اس وابستگی سے بھی لگایا جا سکتا ہے یہی وجہ ہے

(۱) صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب من حمل ماء الطھور، ۱/۲۲

(۲) مسن احمد، مسن القباکل، بقیۃ حدیث آلبی الدرداء، حدیث نمبر: ۵۳۳/۲۵، ۲۷۵۳۹

(۳) صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب مناقب عبد اللہ بن مسعود، حدیث نمبر: ۲۷/۵، ۳۷۶۳

(۴) ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب عبد اللہ بن مسعود، حدیث نمبر: ۳۸۰۹

معروف، دارالغرب الاسلامی، بیروت، لبنان، ۱۹۹۸ء، ۱/۱۵۲

(۵) سنن ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب القراء من أصحاب النبي ﷺ، حدیث نمبر: ۲/۱۳، ۳۷۱۳

(۶) ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ القرطبی، الاستیعاب فی معروف الصحابة، دار الجبل، بیروت، لبنان، طبع اول: ۱۹۹۲ء، ۳/۹۱۱

کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین نے ان کے علم سے بھرپور استفادہ کیا اور امت مسلمہ کے ایک بڑے فقہی مذہب فقہ حنفی نے ان سے خوب استفادہ کیا ہے چنانچہ فقه حنفی میں انکی فقہ سے استفادے کی مثالیں جا بجا ملتی ہیں۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان کو کوفہ والوں کی درخواست پر بطور معلم اور وزیر کے کوفہ بھیجتے ہوئے کوفہ والوں کو خط لکھا اور فرمایا:

«إِنِّيْ قَدْ بَعَثْتُ إِلَيْكُمْ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ أَمِيرًا، وَعَنْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ مُعَلِّمًا وَوَزِيرًا، وَهُمَا مِنَ النُّجَابَاءِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ فَاسْمَعُوهُ، وَقَدْ جَعَلْتُ أَبْنَ مَسْعُودٍ عَلَىٰ بَيْتِ مَالِكُمْ فَاسْمَعُوهُ فَتَعَلَّمُوا مِنْهُمَا، وَاقْتَدُوهُ بِهِمَا، وَقَدْ آتَيْتُكُمْ بِعِبْدِ اللَّهِ عَلَىٰ نَفْسِي»<sup>(۱)</sup>

میں عمار کو تمہارے پاس امیر اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کو معلم اور وزیر بننا کر بھیج رہا ہوں اور یہ دونوں حضرات رسول اللہ ﷺ کے بدر کے منتخب صحابہ میں سے ہیں لہذا ان کی باتوں کو خوب دھیان لگا کر سنو اور میں نے ابن مسعود کو تمہارے بیت المال کا نگران مقسر کیا ہے لہذا اس کی اطاعت کرو اور ان دونوں سے سیکھو اور ان دونوں کی پیروی کرو اور میں نے عبد اللہ بن مسعود کے معاملے میں تحسین اپنی ذات پر ترجیح دی ہے۔

اس خط سے ان کی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے زد دیک قدر و منزالت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اسی طرح ایک موقع

پر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان کو علم سے بھرے ہوئے برتن یا مشکیزہ سے تعییر کیا۔<sup>(۲)</sup>

کوفہ میں جا کر انہیوں نے وہاں کی علمی فضائی خوب سنوار اور اس کے نتیجے میں کوفہ میں علم و فہمہ کا جمع تیار ہوا اور پھر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جب کوفہ کو دارالخلافہ بنایا تو کوفہ کی علمی فضائی اور زیادہ مضبوط اور تو انہوں نے ان کا انتقال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ غلافت میں سنة ۳۲ھ میں ہوا اور اس وقت ان کی عمر ساٹھ سال سے زیادہ تھی۔<sup>(۳)</sup>

اس منقص سے سوانحی خاکے سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کیسے آغاز میں ہی ان کے سکھنے اور جاننے کی صلاحیتوں کا اندازہ لگایا اور پھر ان صلاحیتوں کو خوب نکھار اور جلا بخشی جس کے نتیجے میں امت مسلمہ کو ان کی علمی حیثیت سے بھرپور مستفید ہونے کا موقع ملا۔ ایک چیز جو بہت نمایاں طور پر سامنے آتی ہے وہ آپ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خوبیوں کو نمایاں کرنا ہے تاکہ لوگ ان سے استفادہ کر سکیں۔ یہ معاملہ صرف ان کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ آپ

(۱) حاکم، نیشاپوری، محمد بن عبد اللہ حاکم، متدرب علی الحسینی، حدیث نمبر: ۵۶۲۳، تحقیق: مصطفیٰ عبد القادر عطا، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول: ۱۹۹۰ء، ۳/۲۳۸

(۲) عبد الرزاق بن ہمام صناعی، مصنف عبد الرزاق، حدیث نمبر: ۱۸۱۸، تحقیق: جیب الرحمن اعظمی، المکتب الاسلامی، بیروت، لبنان، طبع دوم: ۱۴۰۳ھجری، ۱۰/۱۳

(۳) الاصابہ، ۲/۲۰۰

اللَّهُ عَلَيْهِ الْحَمْدُ کا یہ معمول تھا کہ آپ ﷺ مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خوبیوں اور خصوصیات کا ذکر فرماتے رہتے تھے اور احادیث و سیرت کی کتب میں اس کی بہت ساری مثالیں ہیں۔ بیہاں اس نکتہ کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ سیرت طیبہ کی روشنی میں افراد سازی اور کردار سازی کا مرحلہ اس وقت مکمل ہوتا ہے جب ان افراد کی خصوصی دلچسپیوں اور رجحانات کو بھانپا جائے، ان کی حوصلہ افزائی کی جائے، تربیت کی جائے اور اس تربیت کے مکمل ہونے پر لوگوں کے سامنے ان کی خوبیوں کا تذکرہ بھی کیا جائے تاکہ معاشرہ ان کی خوبیوں اور صلاحیتوں سے مستفید بھی ہو سکے۔

### حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، مفسر قرآن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور تربیت سے مستفید ہونے والوں میں سے ایک شخصیت حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی ہے جو آپ ﷺ کے چچا عباس بن عبد المطلب کے بیٹے ہیں اور اس بنابر آپ ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں۔ آپ ابن عباس کے نام سے زیادہ مشہور ہیں۔ آپ کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہجرت سے تین سال پہلے کفار مکہ کے مشہور بائیکاٹ کے دوران شعب ابی طالب میں ہوئی اور آپ کی خوش قسمتی یہ رہی کہ آپ ﷺ نے اپنے لاعب مبارک سے آپ کو گھٹی دی۔<sup>(۱)</sup>

آپ کی عمر آپ ﷺ کے انتقال کے وقت صرف تیرہ سال تھی لیکن اس کم عمری کے باوجود رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تعلق اور استفادے کے پیش نظر آپ کو دربار نبوت سے مختلف موقع پر دعائیں حاصل کرنے کا موقع ملا۔ رسول اللہ ﷺ سے تعلق کی ایک نسبت تو ان کا چچا زاد ہونا تھا، لیکن ان کی ایک اور خوش قسمتی یہ تھی کہ ان کی خالہ حضرت میمونہ زین العابدین کو رسول اکرم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہونے کا اعزاز حاصل ہوا جس کے نتیجے میں ان کے رسول اکرم ﷺ کی صحبت سے استفادے کے موقع مزید بڑھ گئے۔

آپ ﷺ نے مختلف موقع پر ان کے لئے مختلف دعائیں کی ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی علم و دستی اور رسول اکرم ﷺ کے اقوال و افعال سے آگاہی اور آپ کی خدمت کے جذبے کو ظاہر کرنے کے لئے یہ واقعہ ہی کافی ہے جسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مند میں ذکر کیا ہے کہ ایک رات یہ رسول اکرم ﷺ کے گھر ٹھہرے اور رات کے وقت آپ ﷺ کے تہجد کے وضو کا بندوبست کیا آپ ﷺ جب بیدار ہوئے تو انہیں وضو کرایا جس پر آپ ﷺ کی اہمیہ اور ان کی خالہ حضرت میمونہ زین العابدین سفارش کی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آپ کے تہجد کے وضو کا بندوبست کیا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے دعا فرمائی :

«اللَّهُمَّ فَقِهُ فِي الدِّينِ وَعَلِمْهُ التَّأْوِيلَ»<sup>(۲)</sup>

(۱) الإصابة، ۲/۱۲۲

(۲) مند احمد بن حنبل، مند بنی ہاشم، مند عبد اللہ بن العباس، حدیث نمبر: ۵، ۳۱۰۱

اے اللہ اسے دین کی سمجھ عطا فرمادور (قرآن کی) تفسیر سکھا۔

اس روایت سے ان کی علمی لگن اور جتوکا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اتنی چھوٹی عمر میں آپ ﷺ کی تہجد کے وضو کا بندوبست کیا جوان کے سکھنے اور علمی و عملی استفادہ کے جذبے کا مظہر ہے۔

اسی طرح امام احمد بن حنبل نے ایک اور حدیث ذکر کی ہے جس میں آپ ﷺ نے ان کے لئے علم و فہم میں اضافے کی دعا فرمائی۔<sup>(۱)</sup> ایک اور روایت میں خود فرماتے ہیں حضرت ابن عباس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے ایک مرتبہ اپنی خالہ حضرت میمونہ کے گھر رات گزاری اور خیال کیا کہ آج دیکھوں گا کہ آنحضرت ﷺ رات میں نماز کس طرح پڑھتے ہیں؟

«مسَّاحُ النَّبِيِّ رََّسُولِ رََّسُولِي وَدَعَا لِي بِالْحِكْمَةِ»<sup>(۲)</sup>

آپ ﷺ میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے حکمت کی دعا فرمائی۔

یہ بات کسی سے منع نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ان کے لئے اس طرح مختلف موقع پر مختلف دعائیں کرنا جہاں ان کے آنحضرت ﷺ سے تعلق اور محبت کو ظاہر کرتا ہے وہیں ان کے رسول اللہ ﷺ سے سکھنے اور استفادہ کرنے کے جذبے کو بھی ظاہر کرتا ہے اور سکھنے کا یہ جذبہ صرف آپ ﷺ کی عمومی زندگی اور دن بھر کے معمولات تک محدود نہ تھا بلکہ ان کے آپ ﷺ کی خانگی زندگی اور رات کے معمولات تک سے واقفیت حاصل کرنے کا شوق ظاہر کرنے کے لیے یہ واقعہ ملاحظہ فرمائی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں نے ایک مرتبہ اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات گزاری اور خیال کیا کہ آج دیکھوں گا کہ آنحضرت ﷺ رات میں نماز کس طرح پڑھتے ہیں؟

«عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ يُثْعِنْدَ حَالَتِي مَيْمُونَةً فَعَلَّمَتُ لَأَنْطَرْنَ

إِلَى صَلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ فَطَرِحْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ وِسَادَةً فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ

فِي طُولِهَا فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ قَرَأَ فَقَرَأَ الْأَيَّاتِ الْعَشْرَ الْأُوَّلَيْنِ مِنْ

آلِ عِمَرَانَ حَتَّىٰ خَتَمَ ثُمَّ أَتَى شَنَّا ثُمَّ أَتَى سِقَاءَ مُعْلَمًا فَأَخْدَدَهُ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ

يُصَلِّي فَقَمَتْ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ جِئْتُ فَقَمَتْ إِلَى جَنِيَّهُ فَوَضَعَ يَدَهُ

عَلَىٰ رَأْسِي ثُمَّ أَخْدَدَ بِأُدُنِي فَجَعَلَ يَقْتَلُهَا ثُمَّ صَلَّى رَجُوتَيْنِ ... ثُمَّ أُوْتَرَ»<sup>(۳)</sup>

میں نے آپ ﷺ کے لئے تکیر کر کھا آنحضرت ﷺ اس کے طول میں لیٹ گئے پس رسول

(۱) ایضاً، حدیث نمبر: ۵۳۰۶۰، ۱۷۸/۱

(۲) مسند احمد بن حنبل، حدیث نمبر: ۳، ۱۸۵۰/۳، ۳۳۰

(۳) صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب الذین یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً، حدیث نمبر: ۲۰، ۳۵۷۰/۲۱

اللَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر نیند کو دور کیا پھر سورت آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت فرمائی پھر آپ عَلَيْهِ السَّلَامُ ایک لکھنے ہوئے مشکیزے کی طرف گئے اس سے پانی لے کر آپ عَلَيْهِ السَّلَامُ نے وضو کیا میں بھی اٹھ کھڑا ہوا اور جو کچھ آپ عَلَيْهِ السَّلَامُ نے کیا تھا اسی طرح میں نے بھی کیا پھر جا کر آپ عَلَيْهِ السَّلَامُ کے پہلو میں کھڑا ہوا کیا تو رسول اللہ عَلَيْهِ السَّلَامُ نے میرے سر پر اپنا ہاتھ رکھا پھر میر اکان کپڑا کر اسے مردوڑا آپ عَلَيْهِ السَّلَامُ نے دور کعت نما پڑھی، پھر دور کعت نما پڑھی،۔۔۔ پھر و تر پڑھے۔

یہ واقعہ ان کے جذبہ علم اور رسول اکرم عَلَيْهِ السَّلَامُ کے معمولات سے واقفیت حاصل کرنے کے شوق کو ظاہر کرتا ہے۔ ایک نوجوان کارات کو اس نیت اور ارادے سے بستر پر لیٹنا کہ آپ عَلَيْهِ السَّلَامُ کے رات کے آخری پھر کے معمولات کا علم حاصل کیا جائے بہت غیر معمولی اقدام ہے۔ اس رات اگر یہ ساری رات جاگ کر انتظار کرتے رہتے تب بھی بڑی بہت کی بات ہے کہ بستر پر رات بھر لیٹنے رہنا اور بیدار رہنا اور اگر سو کرات کے آخری پھر میں اٹھ گئے تو بھی بہت غیر معمولی ہے کیونکہ نوجوان آدمی کی نیند عام طور پر اس کے قابو میں نہیں ہوتی۔ یہ ایک فطری بات ہے کہ اگر استاد کو اچھا شاگرد میسر آجائے تو وہ اس کی تعلیم اور تربیت میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا اور یہاں تو معاملہ ہی سید البشر کا تھا، جن کو معلم بنانا کر بھیجا گیا تھا لہذا آپ عَلَيْهِ السَّلَامُ نے بھی ان کی خوب تربیت فرمائی اور مختلف مواقع پر بہت ہی اہم چیزوں سکھائیں جن میں سے ایک مشہور واقعہ وہ ہے جس میں یہ آپ عَلَيْهِ السَّلَامُ کے ہم رکاب تھے اور آپ عَلَيْهِ السَّلَامُ نے ان سے چند باتیں ارشاد فرمائیں جو انتہائی اہمیت کی حامل ہیں۔ سیکھنے اور استفادے کا یہی جذبہ تھا جس نے ان کو رسول اللہ عَلَيْهِ السَّلَامُ کی دعاؤں کا مستحق بنادیا چنانچہ آپ سے مردی ہے کہ ایک موقع پر مجھے رسول اللہ عَلَيْهِ السَّلَامُ نے اپنے ساتھ لپٹا لیا اور یہ دعا فرمائی:

«اللَّهُمَّ عَلَّمْتَ الْحَكْمَةَ وَتَأَوَّلَ الْكِتَابَ»<sup>(۱)</sup> اے اللہ اسے حکمت اور کتاب اللہ کی تفسیر سکھا۔

رسول اللہ عَلَيْهِ السَّلَامُ کی محبت، آپ عَلَيْهِ السَّلَامُ سے استفادے اور آپ عَلَيْهِ السَّلَامُ کی دعاؤں کا اثر تھا کہ ان کی کتاب اللہ کے سمجھنے کا شوق روز افزول ہوتا گیا حتیٰ کہ آپ عَلَيْهِ السَّلَامُ کے انتقال کے بعد یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ اکابر صحابہ کرام سے استفادہ کیا جائے۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ علم حاصل کیا جائے خود ان ہی کی زبانی پڑھئے:

«لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَلَمَّا تَرَجَّلَ مِنَ الْأَنْصَارِ: هَلْمٌ فَلَنْسَأْلُ أَصْحَابَ

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُمْ كَثِيرٌ، فَقَالَ: وَاعْجَبًا لَكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، أَتَرَى

النَّاسَ يَعْتَقِرُونَ إِلَيْكَ وَفِي النَّاسِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ فِيهِمْ، فَقَالَ:

«فَتَرَكْتُ ذَلِكَ وَأَقْبَلْتُ أَسْأَلُ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ، وَإِنْ كَانَ يَتَلَعَّنُ

الْحَدِيثُ عَنِ الرَّجُلِ فَأَتَيْتُ بَابَهُ وَهُوَ قَائِلٌ فَأَتَوْسَدُ رِدَائِيَ عَلَى بَابِهِ يَسْفِي

(۱) سنن ابن ماجہ، باب فضل ابن عباس، حدیث نمبر: ۱۲۶، ۱

الرَّبِيعُ عَلَيْهِ مِنَ التَّرَابِ فَيَحْرُجُ فَيَرَانِي فَيَقُولُ: يَا ابْنَ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ مَا جَاءَ بِكَ؟ هَلَّا أَرْسَلْتَ إِلَيَّ فَأَتَيْتَكَ؟، فَأَقُولُ: لَا، أَنَا أَحَقُّ أَنْ آتَيْكَ، قَالَ: فَأَسْأَلُ اللَّهَ عَنِ الْخَدْيَثِ، فَعَاشَ هَذَا الرَّجُلُ الْأَنْصَارِيُّ حَتَّىٰ رَأَيَ وَقَدْ اجْتَمَعَ النَّاسُ حَوْلِي يَسْأَلُونِي، فَيَقُولُ: «هَذَا الْفَقِیْہ کَانَ أَعْقَلَ مِنِّی»<sup>(۱)</sup>

جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو میں نے اپنے ایک انصاری بھائی سے کہا چلو آؤ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سے پوچھتے ہیں اس لئے کہ وہ اس وقت زیادہ ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ تم پر تعجب ہے! تمھارا کیا خیال ہے لوگوں کو تمھاری ضرورت پڑے گی جبکہ لوگوں میں ابھی رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ایسے لوگ موجود ہیں جو مرجع ہیں؟ لہذا میں نے سوالات کرنے شروع کر دیے چنانچہ جب مجھے کسی کے پاس حدیث کا علم ہوتا تو میں اس کے دروازے پر پہنچ جاتا اور اگر وہ شخص قیلولہ کر رہا ہو تو اتو میں اس کے دروازے پر لپنی چادر پہنچ لے کر بیٹھ رہتا اور ہوا مجھ پر ریت اٹا رہتی پس وہ نکلتا اور مجھے دیکھتا تو کہتا اے اللہ کے رسول کے چپا کے بیٹے آپ کو کون سی چیز نے آنے پر مجبور کیا؟ آپ نے مجھے پیغام بھجوایا ہو تو میں خود حاضر ہو جاتا تو میں جواب میں کہتا نہیں یہ میرا حق بنا تھا کہ میں آپ کے پاس آؤں پھر میں ان سے حدیث کے بارے میں پوچھتا۔ وہ انصاری بھی ایسے زمانے تک زندہ رہے جب انہوں نے دیکھا کہ لوگ میرے ارد گرد اکٹھے ہونے لگ گئے تھے اور مجھ سے سوالات پوچھنے لگ گئے تھے۔ تو اس نے کہا کہ یہ نوجوان مجھ سے زیادہ عقیند نکلا۔

یہ نوجوان اپنی محنت اور رسول اللہ ﷺ کی ہدایت اور دعاوں کی برکت سے ایسے بلند مقام تک پہنچا کہ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جیسی صاحب علم شخصیت نے ان کے بارے میں فرمایا:

«يَعْمَلُ ثُرُجُهَانُ الْقُرْآنَ ابْنُ عَبَّاسٍ»<sup>(۲)</sup> ابن عباس قرآن کریم کے کتنے عمدہ ترجمان ہیں۔

طاوس سے مروی ہے وہ کہتے ہیں میں نے ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ جب انہیں کسی معاملے میں تردد ہوتا تو ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کو اختیار کرتے۔<sup>(۳)</sup> خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے یہاں ان کو جو غیر معمولی مقام حاصل تھا اس کا اندازہ اس حدیث سے لگائیے جس کو امام بخاری رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے:

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے (اپنی مجلس میں) مشائخ بدر کے ساتھ بٹھاتے تھے تو ان میں سے بعض نے کہا کہ آپ اس لڑکے کو جو ہماری اولاد کے برابر ہے ہمارے ساتھ کیوں بٹھاتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ آپ لوگ ابن عباس رضی اللہ عنہ کو کن لوگوں (کس طبقہ) میں سے سمجھتے ہو! ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر ایک دن حضرت

(۱) مدرسہ علی الحسینی، کتاب العلم، حدیث نمبر: ۱۳۴۳، ۱/۱۸۸

(۲) مدرسہ علی الحسینی، کتاب معرفۃ الصحابة رضی اللہ عنہم، ذکر عبد اللہ بن عباس، حدیث نمبر: ۲۱۸/۳، ۲۲۹۱/۳

(۳) الإصابة، ۲/۱۲۸

عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اور ان کے ساتھ مجھے جہاں تک میں سمجھتا ہوں صرف اس لئے بلا یا کہ انہیں میری طرف سے (علمی کمال) دکھادیں، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (ان لوگوں سے) کہا کہ ﴿إِذَا جَاءَهُ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ آخر سورت تک کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ بعض نے کہا کہ جب اللہ ہماری مدد کرے اور فتح عطا فرمائے تو اس نے ہمیں حمد واستغفار کا حکم دیا ہے، بعض نے کہا ہمیں معلوم نہیں، بعض نے کچھ بھی نہیں کہا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا اے ابن عباس رضی اللہ عنہ کیا تمہارا بھی یہی خیال ہے؟ میں نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا پھر تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا جب اللہ کی مدد اور فتح مکہ حاصل ہوئی تو اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو وفات کی خبر دی۔ لہذا فتح مکہ آپ ﷺ کی وفات کی علامت ہے لہذا آپ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح کیجئے اور استغفار کیجئے اللہ قبول کرنے والا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرا بھی یہی خیال ہے جو تمہارا ہے<sup>(۱)</sup>

یہ واقعہ ان کی قرآن فہمی اور رسول اللہ ﷺ کی دعاوں کی برکت کامنہ بولتا ثبوت ہے۔ علوم اسلامیہ کا ایک طالب علم اچھی طرح جانتا ہے کہ قرآن کریم کی تفسیر کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی کیا خدمات ہیں اور قرآن کریم کی شاید ہی کوئی تفسیر ایسی ہو جس میں ان کے تفسیری اقوال سے استفادہ نہ کیا گیا ہو اور ان کا علم صرف قرآن تک محدود نہ تھا بلکہ مصنف ابن ابی شیبہ میں مذکور ہے کہ جب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی معاملے کے بارے میں پوچھا جاتا تو اگر قرآن میں ہوتا تبلاطے و گرہ حدیث ذکر کرتے اور اگر حدیث نہ ہوتی تو حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہ کا عمل ذکر کرتے اور اگر وہاں سے بھی کچھ نہ پاتے تو پھر اپنی رائے پیش کرتے<sup>(۲)</sup> ابن سعد نے تو ”اجتہاد رأیۃ“ کے الفاظ استعمال کیے ہیں<sup>(۳)</sup> شاید اجتہاد کرنے کی یہ صلاحیت رسول اکرم ﷺ کی تربیت اور حکمت اور تاویل کی دعا کا اثر تھا۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت اور مشیت شاید یہ تھی امت مسلمہ ایک لمبے عرصے تک ان سے استفادہ کر سکے اس لیے ان کو بچپن میں ہی رسول اللہ ﷺ کی صحبت اور خدمت میں وابستہ کر دیا تھا چنانچہ ان کا انتقال ۶۸ ہجری میں اے سال کی عمر میں ہوا<sup>(۴)</sup> اور یوں ان کے علم، خاص طور پر کتاب اللہ کی تاویل و تفسیر اور حکمت سے امت نے خوب استفادہ کیا۔ اگر ان کی زندگی میں غور کیا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید رسول اکرم ﷺ کو ان کے کتاب اللہ سے تعلق خاص طور پر اس کی تفسیر و تاویل سے دلچسپی کا احساس ہو گیا تھا جس کے تحت آپ ﷺ نے یقیناً اس

(۱) صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب تفسیر سورۃ ﴿إِذَا جَاءَهُ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾، حدیث نمبر: ۱۷۹ / ۲، ۳۶۸۶

(۲) ابن ابی شیبہ، ابو بکر عبد اللہ بن محمد، مصنف ابن ابی شیبہ، تحقیق: مکال یوسف الحوت، مکتبۃ الرشد، الرياض، طبع اول کتاب المیوع والاقضیہ، باب فی القاضی یا بنی، حدیث نمبر: ۵۲۲ / ۲، ۲۲۹۹۲

(۳) ابن سعد، أبو عبد اللہ، محمد بن سعد، الطبقات الکبری، تحقیق: محمد عبد القادر عطا، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۰ / ۲، ۲۸۰

(۴) الاصابہ، ۱۳۱ / ۲

معاملے میں نہ صرف راہنمائی اور سرپرستی فرمائی بلکہ ان کے شوق میں اضافے کے لئے ان کے لئے کتاب و حکمت کی تعلیم اور فہم کی دعا بھی کی اور پھر چشم کائنات نے وہ منظر بھی دیکھا جب ابن مسعود رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت جو خود ایک جلیل القدر صحابی، عالم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے معتمد تھے انہوں نے ان کو ترجمان القرآن قرار دیا۔

ان کی زندگی سے آج کے نوجوانوں کی تربیت کے حوالے سے ہمیں یہ راہنمائی ملتی ہے کہ نوجوانوں کو بالکل شروع میں ہی اپنے آپ کو اپنی خصوصی دلچسپی کے میدانوں میں مصروف کر دینا چاہیے اور ان کو سکھانے اور استفادے کے موقع فراہم کرنے چاہیے اور اس سارے مرحلے کو صرف الفاظ سکھانے تک محدود نہ رکھنا چاہیے بلکہ ان کے لئے دعائیں بھی کرنی چاہیں۔ نوجوانوں کے لئے اس میں یہ سبق ہے کہ ان کو یہ سوچ کر کبھی بھی محنت سے بچ نہیں چرانا چاہیے کہ ان کی دلچسپی کے میدان میں تو بڑے بڑے نام ہیں اور ان کی بات کی طرف کوں دھیان دے گا؟ بلکہ پوری لگن اور خلوص سے اپنے فن میں مہارت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور یقیناً ایسا کرنے کی صورت میں ایک وقت ایسا آنا ممکن ہے جب لوگ اس فن میں ان سے استفادے کے لئے آنا شروع ہو جائیں۔ اس کے ساتھ ایک سبق یہ بھی ہے کہ علم کے حصول میں کسی قسم کی مالی، نسبی دینی یاد نیا وی برتری کو حاصل نہیں ہونا چاہیے اور اسی علم کے حصول میں اگر ظاہری طور پر کچھ مشقت اور ذلت بھی اٹھائیں تو یہ کھائی کا سودا نہیں بلکہ علم کے حصول کے لئے اٹھائی جانے والی مشقت اور ذلت آخر کار راحت اور رفت اور فتح کا ذریعہ بنتی ہے اور بعض اوقات آدمی کم عمری کے باوجود اپنی علمی قدر و منزلت کی بدولت بڑی عمر کے لوگوں میں بیٹھنے اور بات کرنے کے لا اُن ہو جاتا ہے۔

### حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، محافظ حدیث

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ اور فیض یافتگان میں سے ایک شخصیت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بھی ہے آپ کا نام عبد الرحمن بن حمزہ تھا اور آپ کا تعلق قبیلہ اوس سے تھا۔ میں کوپائے کی وجہ سے آپ کا لقب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پڑا اور پھر یہی لقب مشہور ہو گیا۔ آپ نے خبر کے سال اسلام قبول کیا اور پھر غزوہ خیبر میں بھی شرکت کی اور اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے اپنے آپ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے وابستہ کر لیا اور ہر طرح کی فکر اور غم سے آزاد و بے نیاز ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو یاد کرنا اور محفوظ کرنا اپنی زندگی کا اوڑھنا پچھونا بنا لیا<sup>(۱)</sup> ان کی زندگی اوپر ذکر کردہ دونوں حضرات کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی حفاظت کے لئے وقف ہو گئی۔ ان کی نمایاں صلاحیت اور انفرادیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو یاد کرنا اور محفوظ کرنا تھا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان کے اس شوق اور رغبت کا اندازہ ہو گیا تھا۔ اس لئے انہوں نے نہ صرف اس معاملے میں ان پر خصوصی توجہ فرمائی بلکہ ایک موقع پر ان کے احادیث کو محفوظ اور یاد کرنے کے شوق، حرص اور جذبے کو سراہا بھی۔ حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن سب لوگوں سے زیادہ حصہ آپ کی شفاعت سے کس کو ملے گا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

«لَقَدْ ظَنَّتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَنَّ لَا يَسْأَلُنِي عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ أَحَدٌ أَوْ لِمَنْكَ لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصَكَ عَلَى الْحَدِيثِ أَسْعَدُ النَّاسَ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، حَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ، أَوْ نَفْسِهِ»<sup>(۱)</sup>

مجھے یقینی طور پر یہ خیال تھا کہ ابو ہریرہ تم سے پہلے کوئی یہ بات مجھ سے نہ پوچھے گا، کیونکہ میں نے حدیث پر تمہاری حرص دیکھ لی تھی، سب سے زیادہ فیض یا بیرونی شفاعت سے قیامت کے دن وہ شخص ہو گا جو صدقہ دل سے یا اپنے خالص جی سے لے آئے اللہ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہہ دے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اپنے اس شوق اور رغبت کے باوجود ایک شکایت یہ تھی کہ وہ احادیث یاد کرنے کے بعد بھول جاتے تھے۔ اس مسئلے کا ذکر جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حل یوں فرمایا:

«ابْسِطْ رِدَاءَكَ» فَبَسَطَتُهُ، قَالَ: فَعَرَفَ بِيَدِيهِ، ثُمَّ قَالَ: «ضُمَّهُ»<sup>(۲)</sup>

اپنی چادر پھیلاو، چنانچہ میں نے چادر پھیلائی، تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے چلو بنایا (اور اس چادر میں ڈال دیا) پھر فرمایا کہ اس چادر کو اپنے اوپر لپیٹ لو، چنانچہ میں نے لپیٹ لیا، پھر اس کے بعد میں کچھ نہیں بھولا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی شفقت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہنے کا شوق بھی بہت زیادہ تھا جس کے نتیجے میں ان کو بہت تھوڑی مدت میں بہت ساری احادیث یاد کرنے کا موقع ملا اور نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ صرف حضرت عبد اللہ بن عمر و رضی اللہ عنہ کی احادیث ان سے زیادہ ہوتی ہیں اور اس کی وجہ بھی وہ یوں بیان کرتے ہیں:

«مَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ الْيَقِيْلَةَ أَحَدُ أَكْثَرَ حَدِيْثًا عَنْهُ مِنِّي، إِلَّا مَا كَانَ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ وَلَا يَكْتُبُ»<sup>(۳)</sup>

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں عبد اللہ بن عمر و رضی اللہ عنہ کے علاوہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص حدیث کی روایت نہیں کرتا، مجھ میں اور عبد اللہ میں یہ فرق ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث لکھ لیا کرتے تھے اور میں لکھا نہیں کرتا تھا۔

(۱) صحیح بخاری، کتاب العلم، باب الحرص على الحديث، حدیث نمبر: ۳۱ / ۱، ۹۹

(۲) ایضاً، کتاب العلم، باب حفظ العلم، حدیث نمبر: ۳۵ / ۱، ۱۱۹

(۳) ایضاً، کتاب العلم، باب کتابۃ العلم، حدیث نمبر: ۳۲ / ۱، ۱۱۳

ان کی دربار نبوت سے وابستگی کا عالم کیا تھا اور اس وابستگی کے لئے انہوں نے کیا کچھ قربان کیا اور اس قربانی کے بدالے میں ان کو کیا سعادت نصیب ہوئی اس کا اندازہ آپ ﷺ کے اس قول سے لگایا جا سکتا ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

إِنَّكُمْ تَقُولُونَ: إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكَثِّرُ الْحَدِيثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ، وَتَقُولُونَ مَا  
بِأَلِ الْمَهَاجِرِينَ، وَالْأَنْصَارِ لَا يُحَدِّثُونَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ، يُمْثِلُ حَدِيثَ أَبِي  
هُرَيْرَةَ، وَإِنَّ إِحْوَىٰ مِنَ الْمَهَاجِرِينَ كَانَ يَشْعَلُهُمْ صَفَقٌ بِالْأَسْوَاقِ، وَكُنْتُ أَلْرُمُ  
رَسُولَ اللَّهِ عَلَىٰ مِلْءٍ بَطْنِي، فَأَشْهُدُ إِذَا عَابُوا، وَأَحْفَظُ إِذَا نَسُوا، وَكَانَ  
يَشْعَلُ إِحْوَىٰ مِنَ الْأَنْصَارِ عَمَلًا أَمْوَالَهُمْ، وَكُنْتُ أَمْرًا مِسْكِينًا مِنْ مَسَاكِينِ  
الصُّفَّةِ، أَعْيَ حِينَ يَنْسُونَ، وَقَدْ قَالَ: رَسُولُ اللَّهِ فِي حَدِيثٍ يُحَدِّثُهُ: «إِنَّهُ  
لَنْ يَبْسُطَ أَحَدٌ ثُوَبَةً حَتَّىٰ أَفْضِيَ مَقَالَتِي هَذِهِ، ثُمَّ يَجْمِعَ إِلَيْهِ ثُوَبَةً، إِلَّا وَعَنِ  
مَا أَفُولُ»، فَبَسَطَتْ نَرَةً عَلَىٰ، حَتَّىٰ إِذَا فَضَى رَسُولُ اللَّهِ مَقَالَتَهُ جَمَعَتْهَا  
إِلَى صَدْرِي، فَمَا نَسِيَتْ مِنْ مَقَالَةٍ رَسُولُ اللَّهِ تَلَكَ مِنْ شَيْءٍ<sup>(۱)</sup>

تم کہتے ہو کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بہت زیاد حدیثیں بیان کرتا ہے اور تم کہتے ہو کیا بات ہے کہ مہاجرین و انصار رسول اللہ سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرح روایت نہیں کرتے، حال یہ ہے کہ ہمارے بھائی مہاجرین بازار میں خرید و فروخت میں مصروف رہتے اور میرا جب پیٹ بھرا رہتا ہے تو رسول اللہ کی صحبت میں رہتا، جب وہ لوگ غائب ہوتے تو میں حاضر ہوتا جب وہ لوگ بھول جاتے تو میں یاد رکھتا اور ہمارے انصار بھائیوں کو ان کے مالی کاموں سے فرصت نہ ملتی اور میں صفحہ کے نقیروں میں سے ایک فقیر تھا، میں یاد رکھتا تھا جب وہ بھول جاتے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جو شخص اپنا کپڑا پھیلائے یہاں تک کہ میں اپنی گفتگو ختم کرلوں پھر وہ اپنے کپڑے کو سمیٹ لے، تو جو بات بھی میں کہوں گا اسے یاد رہے گی میں نے اپنی کملی پھیلا دی جو میں اوڑھے ہوا تھا یہاں تک کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنی گفتگو ختم کر چکے تو میں نے اس کو سمیٹ کر اپنے سینے سے لگا لیا اس دن کے بعد سے میں رسول اللہ ﷺ کی کوئی بات نہ بھولا۔

ان کی شخصیت کے مطالعے سے ہمیں آج کے نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کے حوالے سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ آدمی کو اپنی دلچسپی اور رغبت کے پہلو کو دیکھنا چاہیے اور اسی میدان میں محنت کرنی چاہیے جس کی طرف طبیعت چلتی ہو اور اس کے نتیجے میں آدمی کو اپنے میدان میں رسوخ حاصل ہوتا ہے

(۱) صحیح بخاری، کتاب الیوم، حدیث نمبر: ۵۲/۳، ۲۰۳۷

اس کے ساتھ ہی ہمیں یہ راہنمائی بھی ملتی ہے کہ جب کسی میدان میں کوئی دشواری پیش آ رہی ہو تو اس میدان کے اساتذہ اور بڑوں سے مشاورت کرنی چاہیے جس کے نتیجے میں کوئی نہ کوئی حل ضرور سامنے آتا ہے۔ ان کی زندگی سے ہمیں اپنے میدان کے ساتھ مکمل وابستگی اور وارفٹنگ کا سبق بھی بہت نمایاں طور پر ملتا ہے کہ اگر آدمی اپنی دلچسپی کے میدان میں پوری تدبیہ کے ساتھ لگ جائے تو بہت تھوڑے عرصے میں نمایاں مقام بنالیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مثال کو اگر دیکھا جائے تو حیرت ہوتی ہے کہ غزوہ خیبر ح کے محروم میں پیش آیا اس لحاظ سے ان کو تقریباً چار سال تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مستفید ہونے کا موقع ملا۔ چار سال کی مختصر مدت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو اس انداز میں جمع کرنا کہ صرف ایک صحابی کی روایات آپ سے زیادہ ہوں۔ اس میں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی شفقت اور اس چار دوائلے واقع کا دخل ہے وہیں ان کی حفاظت حدیث کے غیر معمولی شوق اور اس کی خاطر سب کچھ قربان کر دینے کے جذبے کا بھی دخل ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اگر نوجوانوں کی تربیت میں ان کے رجحانات اور خصوصی دلچسپیوں کو پیش نظر رکھ کر ان کی راہ نمائی کی جائے اور نوجوان بھی اپنی خصوصی دلچسپی اور رجحانات کے میدانوں میں محنت کریں تو بہت تھوڑے وقت میں وہ اپنے میدان میں مہارت اور نمایاں مقام حاصل کر سکتے ہیں۔

### خواتین کی تربیت اور افراد سازی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت سے جہاں مردوں نے استفادہ کیا وہیں خواتین کو بھی اس معاملے میں بھرپور موقع میسر آئے چنانچہ کتب حدیث میں اس بات کی صراحت ملتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو الگ سے خطاب فرمایا اور ان کو مستقل وقت عنایت فرمایا<sup>(۱)</sup> ان خواتین میں سے صحبت نبوی سے سب سے زیادہ مستفید ہونے والی اور امت مسلمہ کو نفع پہنچانے والی خاتون حضرت عائشہ بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہا ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی صحبت، شفقت اور تربیت سے فیض یاب ہونے کے بہت سے موقع میسر آئے۔ بلاشبہ خواتین مسلم معاشرے کا ایک فعال حصہ تھیں چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تربیت کا بھی ولیے ہی بندوبست فرمایا تھا جیسے مردوں کا فرمایا اس لئے بطور نمونہ صرف دو خواتین کا ذکر کر پیش خدمت ہے۔

### حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی ہیں اور بعثت نبوی سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئیں اور ۳ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آنے کا شرف حاصل ہوا اور ان کا انتقال ۲۰ھ یا ۲۵ھ میں ہوا<sup>(۲)</sup> گویا

(۱) صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب فضل من مات له ولد فاعتسب، حدیث نمبر: ۱۱۹۲/۱، ۳۲۱

(۲) الاستیعاب فی معرفة الصحابة، ۳/۱۲-۱۸۱

رسول اکرم ﷺ کے گھر کا حصہ بننے کے بعد ان کو رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تقریباً سات برس رہنے کا موقع ملا، اور آپ ﷺ کے وصال کے بعد تقریباً ۳۵ سال امت کو ان سے استفادے اور سیکھنے کا موقع ملا، چونکہ ان کو رسول ﷺ کی گھر بیو زندگی کو دیکھنے اور برتنے کا موقع ملا، اور آپ ﷺ نے مختلف مواقع پر ان کی تربیت اور رہنمائی کا کس قدر اہتمام فرمایا ہو گا اس کا اندازہ اس حدیث سے لگایا جاسکتا ہے۔ شفاء بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے میں اس وقت حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھی آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

«أَلَا تُعِمِّلُ مِنْ هَذِهِ رُقْيَةَ النَّقْلَةِ كَمَا عَلَمْتَهَا الْكِتَابَ»<sup>(۱)</sup>

کیا تم اسے (حضرت) کو (چیونی کا) دم نہیں سکھاتی جیسے کہ تم نے اسے کتابت سکھائی؟

اس حدیث کا مطالعہ کرنے سے پیدا چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے بڑے اہتمام کے ساتھ ان کو کتابت سکھانے کا بندوبست فرمایا اور یقیناً اس کے پیچھے کئی مصلحتیں ہوں گی اور انہوں نے اس استفادے کے بعد اسی صلاحیت سے فائدہ بھی اٹھایا ہو گا اس بات کے شواہد نہیں مل سکے کہ انہوں نے قرآن کریم کی کتابت یا حدیث کی حفاظت کی غرض سے کوئی مجموعہ مرتب کیا ہو لیکن اس بات کا امکان رد بھی نہیں کیا جاسکتا لیکن ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ عہد صدقی میں جمع ہونے والا قرآن ان کے انتقال کے بعد حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس رہا اور ان کے انتقال کے بعد اس کی حفاظت کی ذمہ داری کی سعادت ان کے نصیب میں آئی۔<sup>(۲)</sup> اس ساری تفصیل سے یہ بات تو واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ آپ ﷺ کو ان کی لکھنے پڑھنے کی صلاحیت اور شوق کا اندازہ ہو گیا تھا اور اس رجحان کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ ﷺ نے ان کو لکھائی سکھانے کا بندوبست کیا۔ ان کے علاوہ کسی اور ام المؤمنین کے لئے اس طرح لکھائی سکھانے کا اہتمام کرنے کا کوئی واقعہ نہیں ملتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے واقعے میں یہ بات ملتی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت خطاب کے گھر پہنچے تو وہ اور ان کے بہنوئی سعید بن زید رضی اللہ عنہ خباب بن الارت رضی اللہ عنہ سے سورہ طہ پڑھ رہے تھے اور وہ سورت ایک صحیفے پر لکھی ہوئی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس صحیفے کو چھونے کی کوشش کرنے کا بھی ذکر ملتا ہے۔<sup>(۳)</sup> اس روایت سے بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خاندان لکھنا پڑھنا جانتا تھا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ کو بھی اس سے دلچسپی تھی جس کی وجہ سے انہوں نے حضرت شفاء بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے لکھنا سیکھا۔

حضرت شفاء بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہ مہاجر اسی بحث سے ہے اور انہوں نے ہجرت سے پہلے اسلام قبول کر لیا تھا ان کو یہ سعادت حاصل تھی، کہ آپ ﷺ ان سے خصوصی شفقت کا معاملہ فرماتے تھے، اور

(۱) ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث الحجازی، سنن أبي داود، کتاب الطب، باب ماجاء في الرق، حدیث نمبر: ۳۸۸۷ تحقیق: شیعہ الارنوت، محمد کامل قره بیلی، دار الرسالہ العالمیہ، طبع اول: ۱۴۲۰ھ، ۲/۳۵

(۲) صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، حدیث نمبر: ۱۸۳/۲، ۳۹۸۲

(۳) ابن ہشام، عبد الملک بن ہشام بن آیوب، السیرۃ النبویۃ، تحقیق: مصطفیٰ القا، شرکتہ مکتبۃ، مصر، طبع دوم: ۱۳۷۵ھ

کبھی کبھی دن کے وقت ان کے گھر قیوں لے کے لئے تشریف لے جاتے تھے، اور انہوں نے رسول اکرم ﷺ کے آرام کی خاطر ایک بستر اور چادر تیار رکھی تھی، جس پر آپ ﷺ آرام فرماتے تھے۔<sup>(۱)</sup> اوپر ذکر کی گئی حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کو ایک خاص قسم کا دم آتا تھا، اور دوسری احادیث میں اس دم کی تفصیل بھی آتی ہے اور ایک موقع پر انہوں نے اس دم کے الفاظ سننا کہ آپ ﷺ سے اس دم کی تصویب کرا کر اجازت بھی لے لی تھی<sup>(۲)</sup> اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے لکھنے پڑھنے کی صلاحیت سے آگاہ ہونا ایک مشہور چیز تھی اور یہ دیگر صحابیات کو بھی لکھنے پڑھنے کی تربیت دیتی تھیں۔

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں معلمہ کے اوصاف پائے جاتے تھے اور آپ ﷺ کو ان کے اس رحمان کا اندازہ ہو گیا تھا چنانچہ آپ ﷺ نہ صرف اس رحمان کو پسند فرمایا بلکہ حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے اپنے گھر کی ایک خاتون کو سکھانے کا بندوبست کیا شاید اس کی ایک وجہ خواتین میں لکھائی و پڑھائی سیکھنے کا شوق پیدا کرنا بھی تھا اس لئے کہ فطری طور پر جب خواتین کو علم ہوا ہو گا کہ خود رسول اکرم ﷺ کی اہلیہ لکھنا سیکھ رہی ہیں تو شاید اس سے ان خواتین میں بھی اس حوالے سے دلچسپی اور شوق بڑھا ہو گا۔ آپ بڑی عاقلہ اور فاضلہ خاتون تھیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے منتظم اور مدد بر شخص بھی ان سے بعض اوقات مشاورت کیا کرتے تھے اور بات صرف مشاورت تک محدود نہ تھی بلکہ انہوں نے ان کو بازار کے بعض معاملات کا گمراہ بھی بنایا تھا<sup>(۳)</sup> گویا اس اعتبار سے یہ ایک معلمہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک منتظمہ بھی تھیں۔

ان دونوں خواتین کے حالات کا جائزہ لینے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے جہاں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ کو لکھائی سکھانے کا اہتمام فرمایا وہیں حضرت شفاء بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا کی صلاحیتوں کو پہچان کر ان صلاحیتوں کی نہ صرف حوصلہ افزائی فرمائی بلکہ عملاً ایسا طریقہ اختیار کیا کہ باقی لوگوں کو بھی ان کی صلاحیتوں سے واقفیت ہوئی اور اس بات کا مکان ہے کہ دیگر خواتین نے بھی ان سے لکھنا سیکھا ہو۔

## حرف آخر

آپ نے افراد سازی اور کردار سازی کے دوران افراد کی خصوصی دلچسپیوں اور رحمات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کی تربیت فرمائی اور اس تربیت کے دوران نہ صرف ان کی راہنمائی فرماتے تھے بلکہ ان کو سیکھنے اور استفادہ کے موقع بھی فراہم کرتے تھے اور اگر اس میدان میں کوئی رکاوٹ یا پریشانی پیش آتی تھی تو اس کو بھی حل فرماتے

(۱) ۲۰۱/۸، الاصابہ،

(۲) ۲۰۲/۸، الاصابہ،

(۳) ایضاً

تھے اور ان کی لگن اور محنت کو دیکھ کر ان کے لئے اس میدان میں مزید ترقی کے لئے دعائیں بھی فرماتے تھے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس سارے مرحلے میں آپ ﷺ ان کے مزاج اور دلچسپی کی بھروسہ رعایت کرتے تھے اور جب یہ محسوس فرماتے تھے کہ اب ان میں اپنے میدانوں میں سے خاطر خواہ صلاحیت پیدا ہو گئی ہے تو پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے ان کی صلاحیتوں کا اظہار کرتے ہوئے ان کی تعریف بھی فرماتے تھے جو ایک طرف تو ان کی حوصلہ افزائی کا ذریعہ ہوتا تھا اور دوسری طرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے ان سے مستفید ہونے کا پیغام بھی ہوتا تھا۔

## نتائج

اس مقالے کی روشنی میں ہم درج ذیل نتائج پیش کر سکتے ہیں:

- ۱۔ والدین، اساتذہ اور معاشرے کے دیگر افراد کو تعلیم کے ساتھ تربیت کا بھی اہتمام کرنا چاہیے۔
- ۲۔ تربیت اور کردار سازی کے دوران اپنی خواہشات اور دلچسپیوں کو مد نظر رکھنے کے بجائے فرد کی دلچسپیوں اور خصوصی رحمات کی رعایت کرنی چاہیے۔
- ۳۔ کردار سازی کا عمل صرف کلاس تک محدود نہ ہونا چاہیے بلکہ مختلف موقع پر اس کی طرف توجہ دینی چاہیے اور سکھنے کے موقع فراہم کرنے چاہیں جیسے کہ اہن عبّاس کو آپ ﷺ نے حالت سفر میں سکھایا۔
- ۴۔ بعض اوقات کوئی شخص خود اپنے دلچسپی رحمات سے آگاہ نہیں ہوتا ایسی صورت میں اس کی مناسب رہنمائی کرنی چاہیے۔
- ۵۔ کردار سازی اور تربیت کے مرحلے میں خصوصی دلچسپی اور رحمات کو نمایاں کرنا چاہیے، ان کی آبیاری کرنی چاہیے اور ان کی رعایت کرتے ہوئے معاملہ کرنا چاہیے۔
- ۶۔ کردار سازی کے مرحلے میں جب کوئی خوبی دیکھی جائے تو اس کی حوصلہ افزائی کی جائے تاکہ اس شخص کو اس میدان میں مزید آگے بڑھنے کا حوصلہ پیدا ہو۔
- ۷۔ نوجوانوں کو بھی اپنی دلچسپیوں اور رحمات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے لئے عملی میدان کا انتخاب کرنا چاہیے۔
- ۸۔ عملی میدان کے انتخاب کے بعد اس میدان میں خوب محنت کرنی چاہیے اور کوئی دقیقتہ فروگذاشت نہ کرنا چاہیے۔
- ۹۔ محنت کے دوران یہ سوچ کر کبھی ماہوس نہیں ہونا چاہیے کہ اس میدان میں توہہت کام پہلے ہو چکا ہے یا بہت سے افراد پہلے سے موجود ہیں بلکہ اس کام سے واقفیت اور افراد سے استفادہ کرنا چاہیے جس کے نتیجے میں اس کا مقام خود تکوڈہ بنتا جائے گا۔

